JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

توہین رسالت کے مرتکب کی قبول توبہ کے متعلق فقہاء کرام کی عبارات کا تحقیقی جائزہ

ANALYTICAL RESEARCH OF FIQHI TEXT ABOUT ACCEPTANCE OF REPENTANCE OF BLASPHEMER

Dr. Khair Muhammad Asif Memon*
Lecturer, Department of Linguistics & Social Sciences, Begum Nusrat Bhutto Women University Sukkur

Hafiz Abdul Aziz Memon**
Lecturer, Department of Basic Sciences & Related Studies, Mehran University of Engineering and Technology, Jamshoro

Abstract

The love for Holy Prophet (PBUH) is the main component of faith in Islam. That is why Holy Prophet (PBUH) is called the reason of creation of the universe. This is the great position of the Holy Prophet (PBUH). So it is necessary for all of us to show our deepest love, and respect for such a towering figure. We should never indulge into any saying which may cause disobedience to Holy Prophet (PBUH). The protection and the safety of Honour of Prophet Muhammad (PBUH) is primary duty of Muslims. Building of Iman depends on the love of Prophet (PBUH). History of Muslim world witness that Muslims perform this duty with heart and soul. We know very well that anti Islam power tries his best to kick out the love of Prophet (PBUH) from the hearts of Muslims and make the Muslims as dead body. This war of Islam and Kufr is continues and will continue till the day of Judgement. Forgiveness and Punishment of blasphemer is differed among the Scholars and Ulma. Everyone have their own Evidences on their opinions. In this research paper is tried to find out the Reason and the point of difference of scholars so Ummah reach to the right path.

Keywords: *Blasphemy, sacred personality, punishment, repentance, teachings of Fiqh.*

تعارف:

اللہ تعالی نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ نہایت ہی بلند فرمایا ہے، اللہ تعالی اپنے رسول ﷺ کو مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں:

"ورفعنا لک ذکرک" (1)

''ہم نے آپ کا نام بلند کر دیا۔''

یعنی ازل سے ہی آپ کا نام، ذکر، کردار اور اخلاق بلند کر دئے۔ ابن حبان نے اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے فرمائی ہے:

"عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أتاني جبريل فقال إن ربي وربك يقول لك كيف رفعت ذكرك قال الله أعلم قال إذا ذكرت ذكرت معي"(2)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے کہ میرا اور آپ کے رب آپ سے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا ہے ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے، فرمایا کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔"

اکثر جگہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام مبارک مقرون کیا گیا جیسے خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اذان میں، اقامت میں وغیرہ۔ اگر کوئی شخص ایک کروڑ مرتبہ اللہ تعالی کا نام لے مگر حضور ﷺ کا نام نہ لے یعنی لاالہ الااللہ کہے مگر محمد رسول اللہ نہ کہے، توحید پر تو ایمان لائے مگر اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لائے تو اس کا ایمان و توحید قبول نہیں۔ حضور ﷺ پر ایمان لانا، رسالت کی تعظیم اور تصدیق کرنا توحید کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں وہ آدمی مسلمان ہی نہیں، اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی جائے یا نامناسب الفاظ کہے جائیں۔

اہانتِ رسول کی سزا قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اہانت اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی پر شدید وعید سنائی گئی ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا" (3)

"بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کیا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کے ایذاء کے مقابلے میں دو چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے، ایک لعنت اور دوسری چیز عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایذاء دینا جیسے کفر، معاصی یا کہنا کہ اللہ کو اولاد ہے، موت کے بعد اللہ نہیں اٹھائے گا یا یہ کہنا کہ اللہ کے ہاتھ بند ہیں یا اللہ نعوذ باللہ فقیر ہے۔ رسول اللہ کو ایذاء کہ ان کی شان اقدس میں کسی قسم کی توہین کی جائے جیسے رسول کو عملی ایذاء دینا جیسے زخمی کرنا، اوپر کچرا، مٹی ڈالنا یا قولی ایذاء دینا جیسے ساحر، شاعر، کاہن، مجنون وغیرہ کہہ کر رسول ﷺ کو تکلیف دینا۔ اذیت جسمانی، روحانی اور ذہنی بھی

ہوتی ہے۔ان میں سے کوئی بھی جو شخص اللہ، رسول ﷺ کو کوئی سی بھی اذیت دے گا وہ دنیااور آخرت میں رحمت سے دور لعنت اور گناہ عظیم میں ہوگا۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے :

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاتَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ"(4)

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ اُن سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔"

اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنی آواز کو نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند کرنا اور آپ ﷺ کے ساتھ بے حجابی والا انداز اختیار کرنا اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہے، مزید ارشاد فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ" (5)

"بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے پاس، یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے تقوی کے لیے جانچ لیا ہے۔ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کے عظیم خوشخبری کی نوید سنائی گئی ہے جو آنحضرت ﷺ سے خوش سلوبی کے ساتھ پیش آتے ہیں، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کی نوید سنائی گئی ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

"قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ * لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ" (6)

"آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے تم اب عذر مت کرو تم اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔"

آپ ﷺ غزوہ تبوک میں چل رہے تھے تو کسی منافق نے آپ ﷺ کے متعلق کہا کہ اس کو دیکھو کہ ملک شام کے محلات اور قلعے فتح کرنا چاہتا ہے۔افسوس ہے کی سوچ اور حالت پر، اس طرح آپ ﷺ کو تکلیف دینے لگے تو اللہ رب العزت نے یہ بات اپنے رسول ﷺ کو بتادی تو منافق جھوٹے بہانے کرنے لگے تو اس پر مذکورہ آیات نازل ہوئیں۔قرآن کریم میں ایک اور جگہ ارشاد ہے :

"وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (7)

"اور انہی (منافقین) میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو نبی ﷺ کو دکھ پہنچاتے ہیں اور (ان کے بارے میں) یہ کہتے ہیں کہ وہ تو سراپا کان ہیں کہہ دو کہ وہ کان ہیں اس چیز کے لیے جو تمہارے لیے بھلائی ہے وہ اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہیں اور مؤمنوں کی بات پر اعتماد کرتے ہیں اور رحمت ہیں ایمان والوں کے لیے اور وہ لوگ جو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالی کے رسول کو ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

ان آیات میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) نبی ﷺ تو کانوں کے کچے ہیں یعنی آپ ﷺ سے جو بات بھی کہ دی جائے وہ اس کو درست مان لیں گے۔ "هُوَ أُذُنٌ" یہ بات آپ ﷺ کو دلی اور ذہنی اذیت پہچانے کے لیے کہی تھی۔ان کے متعلق فرمایا کہ ان کے لیے آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ صرف اور صرف کفار رہیں گے۔

اہانتِ رسول کی سزا سنت کی روشنی میں:

احادیثِ شریفہ میں حضور ﷺ کی گستاخی کرنے کی نہایت کی شدید سزا وارد ہوئی ہے ،ذیل میں نمونے کے طور پر چند احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے:

1۔ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا، آنحضرت ﷺ کی ہجو بیان کرتا تھا اور کفار قریش کو آنحضرت ﷺ کے خلاف برانگیختہ کرتا تھا۔ رسول خدا ﷺ جب مدینہ ہجرت کر کے آئے تو حضور ﷺ نے یہود کو بہت سمجھایا اور ان کے ساتھ صلح صفائی فرمائی مگر وہ اپنی عادت سے باز نہ آئے اور آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو مسلسل تکلیف پہنچاتے رہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول خدا ﷺ نے یہ فرمایا کعب بن اشرف کے (قتل) کے لیے کون کھڑا ہو گا؟ کیونکہ اس (بدبخت) نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیفیں پہچائیں ہیں تو محمد بن مسلمہؓ تعالی عنہ کھڑے ہو گئے اور جا کر اسے قتل کر دیا پھر آنحضرت ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔(8)

2۔ ابو رافع یہودی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا، آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے اس یہودی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا۔ شام کے وقت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں اندھیرے کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ یہاں ابو رافع ہے؟ اس نے پوچھا کون ہے؟ جہاں سے آواز آئی ادھر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اس کو جھک کر قتل کر دیا۔(9)

3۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتی تھی۔ ایک صحابی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تو حضور ﷺ نے اس عورت کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔(10)

4۔ آپ ﷺ بدر سے مدینہ لوٹے تو نضر بن حارث ،طعیمہ بن عدی اور عقبہ بن ابی معیط کے علاوہ بدر کے قیدیوں میں سے کسی اور کو قتل نہیں کیا۔ یہ سب افراد اہانت کے مرتکب تھے۔(11)

5۔ غزوہ بدر والے دن کفار کے قیدیوں میں صرف عقبہ بن ابی معیط کو باندھ کر قتل کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ نے قتل کیا، جب عاصم کو عقبہ نے اپنے طرف آتے دیکھا تو اس نے قریش سے مدد چاہی اور کہا اے قریش کی

جماعت! مجھ کو باندھ کر کیوں قتل کیا جارہاہے ؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے فرمایا کہ " تمہاری اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی وجہ سے " (12)

6۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین وجہ کے؛ اسلام کے بعد کفر کرنے کے، احصان کے بعد زناء کرنے سے اور ناحق خون کرنے سے " (13)

اس کے علاوہ سیکڑوں آیات اور احادیث ہیں جو توہین رسالت کے مرتکب کے لیے دنیا اور آخرت کے عذاب پر دلالت کرتی ہیں۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ توہین رسالت کا مرتکب آدمی کافر ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"والحاصل أنه لا شك ولا شبهة في كفر شاتم النبي - ﷺ - وفي استباحة قتله، وهو المنقول عن الأئمة الأربعة، وإنما الخلاف في قبول توبته إذا أسلم" (14)

" حاصل کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ پر زبان دری کرنے والے کے کفر اور اس کے مباح الدم ہونے میں کوئی شک و شبہہ نہیں اور یہ ہی بات ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔ البتہ اختلاف اس کی توبہ کی قبولیت میں ہے، جب وہ اسلام لے آئے "

مسئلہ مذکور میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ عدالتی کاروائی کے بغیر محض سنی سنائی باتوں سے کسی کو توہین رسالت کا مرتکب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ توہین رسالت کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے اس جرم کی دو قسمیں ہیں، کیونکہ جرم کی نوعیت کے مختلف ہونے سے اس کے اثبات کا طریقہ بھی مختلف ہے۔ توہین رسالت کرنے والا یا مسلمان ہوگا یا پھر وہ کافر ہو، جس کی تفصیل بالترتیب درج ذیل ہے :

مسلم شاتم کا حکم :

اگر کسی مسلمان سے کسی نبی کی شان میں بالارادہ شتم سرزد ہو تو وہ باجماع امت شتم کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا۔ ائمہ اربعہ اور پوری اُمت اس پر متحد ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ تائب نہ ہو تو اس کو حدِ ارتداد کے طور پر قتل کیا جائے گا اور اس کی سزائے قتل معاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہوگا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں :

"الفصل الاول فى وجوب قتله اذا لم يتب وذلک مجمع عليه --- قال القاضى عياض المالكى: اجمعت الامة على قتل منتقصه من المسلمين وسابه --- وقال ابوسليمان الخطابى: لا أعلم احدا من المسلمين اختلف فى وجوب قتله إذا كان مسلما --- وعن اسحق بن راهويه احد الأئمة الاعلام قال اجمع المسلمون ان من سب الله تعالى أو رسوله --- إنه كافر بذلک وان كان مقرا بكل ما انزل الله. وهذه نقول معتضدة بدليلها وهو الاجماع" (15)

علامہ ابن منذر کتاب الاجماع میں فرماتے ہیں :

"وأجمعوا على أن من سب النبى صلى االله عليه وسلم أن له القتل" (16)

"اس پر فقہائے کرام کا اجماع ہے کہ جس نے آپ ﷺ کی توہین کی اس کی سزا قتل ہے۔"

ان دو باتوں یعنی مسلمان شتم کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا اور اس کو عدم توبہ کی وجہ سے حداً قتل کیا جائے گا پر اجماع واتفاق کے بعد فقہاءِ اسلام کے درمیان اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر ایسا شخص شتم کے بعد صدقِ دل سے توبہ کر لے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو گی یا نہیں؟ بعض دلائل ایسے آدمی کی قبول توبہ کے متعلق مثبت ہیں جبکہ بعض اس اس کو رد کرتے ہیں۔ اول میں ہم عدمِ قبول توبہ کے دلائل کو ذکر کرتے ہیں:

دلائل عدم قبول توبہ:

ذیل میں وہ دلائل ذکر کئے جاتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی توبہ قبول نہیں:

1۔ در مختار میں ہے:

"كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا جماعة: من تكررت ردته على ما مر، و (الكافر بسب نبي) من الانبياء فإنه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا" [17]

"ہر مسلمان جو مرتد ہو گیا اس کی توبہ مقبول ہے سوائے اس جماعت کے جس کا ارتداد بار بار ہو جیسا کہ اس کا ذکر گذرا اور وہ کافر کی جو انبیاء میں سے کسی نبی کے سب کے سبب کافر ہوا ہو اس کو حداً قتل کیا جائے گا، مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں۔"

2۔ فتاوی بینات میں الصارم المسلول اور در مختار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مشہور قول کے مطابق شاتم کی توبہ قبول نہیں۔[18]

3۔ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی ادیبہ کے بارے میں جو گستاخی کی مرتکب ہوئی تھی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "شرعاً ایسے لوگ سزائے ارتداد کے مستحق اور واجب القتل ہیں" اس سے بھی بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی توبہ مقبول نہیں۔[19]

4۔ بحر الرائق میں ہے:

"كل من أبغض رسول الله-صلى الله عليه وسلم-بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق أولى ثم يقتل حدا عندنا فلا تقبل توبته في إسقاطه القتل قالوا هذا مذهب أهل الكوفة ومالك ونقل عن أبي بكر الصديق - رضي الله عنه - ولا فرق بين أن يجيء تائبا من نفسه أو شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفرات" [20]

"ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ سے دل میں بغض رکھتا ہے تو وہ مرتد ہے، پھر گالی نکالنے والا اولیٰ طور پر مرتد ہو گا پھر ہمارے ہاں ایسے شخص کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا، اس کے قتل کے اسقاط میں اس کی توبہ مقبول نہ ہو گی۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ اہل کوفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب ہے۔ اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ خود تائب ہو کر آئے یا اس پر گواہی آئی ہو بخلاف دوسرے کفر والے کاموں کے (اس میں توبہ مقبول ہو گی)۔"

5۔ شامیہ میں ہے:

"عن ابن عمر وعلي: لا تقبل توبة من تكررت ردته كالزنديق، وهو قول مالك وأحمد والليث. وعن أبي يوسف لو فعل ذلك مرارا يقتل غيلة، وفسره بأن ينتظر فإذا أظهر كلمة الكفر قتل قبل أن يستتاب لأنه ظهر منه الاستخفاف اهـ باختصار." (21)

"حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جس کی ردت متکرر ہو اس کی توبہ مقبول نہیں زندیق کی طرح اور یہ ہی قول امام مالک، امام احمد لیث رحمہم اللہ کا ہے۔ امام ابو یوسف سے منقول ہے اگر اس نے یہ حرکت متعدد بار کی تو اس کو اچانک قتل کر لیا جائے گا۔ اس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی کہ اس کا انتظار کیا جائے گا جیسے ہی اس نے کلمہ کفر کہا تو طلب توبہ سے پہلے اس کو قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ اس سے حقارت ظاہر ہو چکی ہے۔"

قبولِ توبہ کے دلائل:

آنے والے چند دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ شاتم رسول مسلم کی توبہ مقبول ہے:

1۔ شامیہ میں ہے:

"وحكي عن مالك وأحمد أنه تقبل توبته، وهو قول أبي حنيفة وأصحابه، وهو المشهور من مذهب الشافعي بناء على قبول توبة المرتد. اهـ. فهذا صريح كلام القاضي عياض في الشفاء والسبكي وابن تيمية وأئمة مذهبه على أن مذهب الحنفية قبول التوبة بلا حكاية قول آخر عنهم، وإنما حكوا الخلاف في بقية المذاهب، وكفى بهؤلاء حجة" (22)

2۔ رد محتار ہی میں شفاء اور نتف کے حوالوں سے لکھا ہے کہ اس کا حکم مرتد کا سا ہے، جس طرح مرتد کی توبہ مقبول ہے اس طرح شتم کی وجہ سے جو مرتد ہوا اس کی توبہ بھی مقبول ہے۔

"وقد صرح في النتف ومعين الحكام وشرح الطحاوي وحاوي الزاهدي وغيرها بأن حكمه كالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول -صلى الله عليه وسلم- فإنه مرتد وحكمه حكم المرتد ويفعل به ما يفعل بالمرتد انتهى. وهو ظاهر في قبول توبته كما مر عن الشفاء اهـ فليحفظ."

3۔ فتاوی محمودیہ کے حاشیہ میں ہے کہ راجح قول کے مطابق سب النبی کے مرتکب کی توبہ قبول ہے۔ (23)

دلائل مختلفہ میں محاکمہ:

اس سے پہلے کہ ہم مذکور دلائل کا جائزہ لیں، ضروری ہے کہ ہم فتاویٰ بزازیہ کی عبارت کا جائزہ لیں، جس سے متاخرین احناف نے عدمِ قبول توبہ کا قول نقل کیا ہے، صاحب بزازیہ نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم قبول توبہ کو درج ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:

"إذا سب رسول الله صلى الله عليه وسلم أو أحدا من الأنبياء عليهم السلام فإنه يقتل حدا ولاتوبة له أصلا، سواء بعد القدرة عليه والشهادة أو جاء تائبا من قبل نفسه كالزنديق، لأنه حد وجب ولايسقط

بالتوبة ولا يتصور فيه خلاف لأنه حق تعلق به حق العبد ولا يسقط بالتوبة كسائرحقوق الآدميين وكذا القذف لايزول بالتوبة" [24]

اس بات کاعلامہ شامی رحمۃاللہ نے رد المحتار اور تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الأنام میں محاکمہ فرمانے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ علامہ بزازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام شفاء لقاضی عیاض اور الصارم المسلول لِابن تیمیہ سے ماخوذ ہے، صاحب بزازیہ نے یہ کلام کچھ تغیر سے نقل کیا ہے، جس میں کچھ میں درست تعبیر فرمائی ہے جبکہ کچھ کلام میں ان سے خطا ہوئی ہے، قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی نے شاتم کو زندیق کے حکم میں قرار دے کر فرمایا ہے:

"لایتصور فی عدم قبول توبته خلاف لأحد أی إذا كان فی حكم الزنديق والزنديق لا توبة له عند سائر الأئمة" (25)

اس عبارت سے صاحب بزازیہ نے یہ سمجھا کہ شاتم کے عدم قبول توبہ کا مسئلہ اجماعی ہے، حالانکہ قاضی عیاض کا یہ مقصد نہیں، قاضی عیاض نے ولید بن مسلم کے توسط سے امام مالکؒ سے قبول توبہ کا قول نقل فرمایا ہے۔ جس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اجماعیہ نہیں۔ اس بات کو صاحب بزازیہ نے نقل کر دیا اور انہوں نے مذہب حنفی کی کوئی بھی روایت بطور دلیل پیش نہیں کی۔ اگر ان کے پاس اہل مذہب کا کوئی قول ہوتا تو اس کو ضرور ذکر کرتے کما قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی، بعد میں بزازیہ کی عبارت بعد کے فقہاء میں مشہور ہو گئی۔ چنانچہ صاحب درر نے بزازیہ کی عبارت کو مذہب سمجھ کر قطعی طور پر شاتم کے لئے عدم قبول توبہ کا قول نقل کر دیا۔ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی نے بھی اس بات کو نقل کیا۔ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالی نے بحر اور اشباہ میں محض ابن ہمام اور صاحب بزازیہ کا اتباع کیا جس پر اہل عصر علماء نے ابن نجیم رحمہ اللہ پر رد کیا۔ علامہ تمرتاشی رحمہ اللہ تعالی نے تنویر اور منح میں اور صاحب نہر نے بھی اسی کا اتباع کیا، لہٰذا علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی کی تحقیق کے مطابق یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی کہ احناف کے مذہب میں ایسے شخص کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی۔

اب درج ذیل میں دلائل عدم جواز قبول التوبہ کا مختصر اجائزہ لیتے ہیں:

در مختار کی مذکورہ عبارت کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں:

" ثم اعلم أن هذا ذكره الشارح مجاراة لصاحب الدرر والبزازية، وإلا فسيذكر خلافه ويأتي تحقيقه"

چنانچہ صاحب در مختار نے اسی صفحہ کے آخر میں فرمایا ہے کہ "لكن صرح في آخر الشفاء بأن حكمه كالمرتد، ومفاده قبول التوبة كما لا يخفى" [26]

(2) فتاوی بینات کا مذکورہ فتوی سلمان رشدی ملعون کے بارے میں ہے، جو نہ صرف شاتم رسول ہے بلکہ زندیق، ملحد اور مصر علی الکفر بھی ہے، اسی وجہ سے اس پر عدم قبول توبہ کا حکم لگایا ہے، جبکہ "الصارم المسلول" کی عبارت مذکور میں مصنف نے اپنے مذہب حنبلی کے مطابق عدم قبول توبہ کا ذکر کیا ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ سے یہ روایت ذکر کی ہے:

قال ابن حنبل: "سمعت أبا عبد الله يقول: "كل من شتم النبي صلى الله عليه وسلم أو تنقصه مسلما كان أو كافرا فعليه القتل وأرى أن يقتل ولا يستتاب" (27)

فتاویٰ بینات میں مذکور در مختار کی اس عبارت کے متصل بعد علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی یہ عبارت لائے ہیں:

"وفسره بأن ينتظر فإذا أظهر كلمة الكفر قتل قبل أن يستتاب لأنه ظهر منه الاستخفاف اهـ باختصار." (28) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو یہ سزا دین کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے حالت کفر میں ہے۔

(3) بینات کا فتویٰ بھی اصرار اور عدم توبہ اور استخفاف کی وجہ سے ہے۔

(4) البحر الرائق میں علامہ ابن نجیم نے فتح القدیر کی عبارت نقل کی ہے جس کے متعلق علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی نے منحۃ الخالق میں تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أن صاحب الفتح تبع البزازي في ذلك وأن البزازي تبع صاحب الصارم المسلول فإنه عزا في البزازية ما نقله من ذلك إليه ولم يعزه إلى أحد من علماء الحنفية اهـ." (29) جس کی تفصیل سابق میں گذر چکی۔

(5) شامیہ کی عبارتِ مذکور بھی مصر علی الکفر اور سیاست پر مبنی ہے۔

شاتم کے متعلق ائمہ اربعہ کا مذہب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخی، اہانت، استہزاء یا کسی قسم کی بھی بے ادبی کرنا موجب کفر ہے۔اس کا کفر قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی نے اس کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے۔

ائمہ اربعہ اور ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ تائب نہ ہو تو اس کو حد ارتداد کے طور پر وجوبا قتل کیا جائے گا۔اگر ایسا شخص توبہ کر کے اسلام لائے تو اس کی قبول و عدم قبول توبہ میں ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف ہے، یعنی اس بات میں فقہاءِ اسلام کے درمیان اختلاف ہے کہ اگر ایسا شخص شتم کے بعد صدقِ دل سے توبہ کرلے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو گی یا نہیں؟ امام مالک کی مشہور روایت کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں، چاہے پکڑے جانے کے بعد توبہ کرے یا پہلے خود آکر توبہ کرے۔اس کا حکم زندیق کی طرح ہے، اس کو حداً قتل کیا جائے گا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔

امام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ تعالی نے "السیف المسلول" میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کا مذہب قبول توبہ کا لکھا ہے جب شتم بغیر القذف ہو، اگر شتم بالقذف بالزنا ہو تو اس میں تین روایتیں ہیں:

1۔ عدم قبول توبہ　　2۔ جلد　　3۔ اس پر کچھ بھی نہیں۔

حنفیہؒ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہے، اس کا حکم مرتد کی طرح ہے جیسے مرتد کی توبہ قبول ہے ایسے اس کی توبہ بھی مقبول ہے۔ یہ حکم احکام دنیا میں بھی ہے اور احکام آخرت میں بھی ہے۔ اگر یہ شخص توبہ نہیں کرتا تو اس کو تین دن قید میں رکھا جائے گا، اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اس کے شبہات ختم کئے جائیں گے۔ اسلام لایا تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا، البتہ عورت قتل نہیں ہو گی، اس کو لمبے زمانے تک قید اور بند رکھا جائے گا اس وقت تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ مطلب کہ احناف و شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کا راجح قول یہ ہے

کہ جس مسلمان سے حماقت و جہالت میں اتفاقاً شتم سرزد ہو اس کی صدقِ دل سے توبہ کرنے پر قتل کی سزا معاف ہو جائے گی۔احناف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

کتاب الخراج میں ہے:

"أیما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلم أو کذبه أو عابه تنقصه فقدکفر بالله تعالی و بانت منه اِمرأته فاِن تاب واِلا قتل وکذالک المرأة اِلا أن أبا حنیفة قال لا تقتل المرأة وتجبر علی الاِسلام"(30)

علامہ شامی رحمۃ اللہ نے رسائل ابن عابدین میں تحریر فرمایا ہے:

"قرروہ فی أول باب الردة من بیان حکم المرتد واِنه اِن أسلم فیها واِلا قتل ولو کان حکم تلک الألفاظ المذکورة مخالفا لبقیة ألفاظ الردة لوجب بیانه" (31)

اگر کسی شخص پر ارتداد ثابت ہو جائے تو اس کے دو اثر ہونگے۔ایک یہ کہ اس کی بیوی حرام ہو جائے گی دوم یہ کہ اس کی میراث ورثہ کو نہیں ملے گی بلکہ سرکاری خزانہ میں جمع ہو جائے گی۔ اگر انفراداً کسی شخص نے قانون کو ہاتھ میں لے کر اس ملزم کو سزا دی تو حق الامام کی پامالی کی وجہ سے اس شخص کو جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔

توہین رسالت کی سزا کی توضیح ڈاکٹر محمد مشتاق احمد نے اس خوبصورت زاویہ میں فرمائی ہے کہ توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب اگر مسلمان کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے، کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمات دین کا انکار یا اس کی اہانت کرنے سے آدمی مرتد اور کافر ہو جاتا ہے۔ارتداد حد ہے اس کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ شرعی طور پر شہادت نصاب اور شرائط کے اعتبار سے مکمل بے داغ ہو۔ فقہی مسلم قاعدہ ہے "الحدود تندرئ بالشبہات" کی وجہ سے اگر کوئی تھوڑا سا شبہ بھی ہو گا تو حد ساقط ہو جائے گی۔اس میں نہ صرف قاضی کے ذہن اور خارجی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو گی بلکہ ملزم کے ذہن میں قانونی ابہام کی وجہ سے بھی حد ساقط ہو جائے گی۔ حد ارتداد چونکہ ارتداد کے بعد لگے گی، اس لیے ضروری ہے کہ حد ارتداد سے پہلے کفر یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔کفر میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہو، اس میں کسی بھی قسم کی تعبیر کا فرق نہ ہو، اگر اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو، اگر کوئی شبہ ہو تو ملزم سے اس کی تعبیر معلوم کی جائے گی الا یہ کہ کفر بواح ہو۔کیونکہ اگر کسی عبارت یا لفظ میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال کفر کا نہ ہو اور اس عبارت کو غیر کفر پر محمول کیا جائے گا۔(32)

حد کو ثابت کرنے کے لیے دو ہی طریقے ہیں ایک یہ ملزم عدالت میں اقرار کرے دوم یہ کہ اس پر کوئی گواہی قائم ہو جائے جس سے اس کا جرم ثابت ہو جائے۔اگر ملزم کفر کا انکاری تو اس کے قول کو قبول کیا جائے گا، کیونکہ اس کے انکار کو رجوع اور توبہ سمجھا جائے گا۔ اگر اقرار یا شہادت کے بعد عدالت اس کے قول یا فعل کو کفر سمجھے تو بھی اس کو رجوع اور توبہ کی تلقین کرے گی اور تین دن کی اس کو مہلت دی جائے گی اور اس کے اشکالات ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔اگر اس نے اس مہلت کے باوجود رجوع نہیں کیا تو عدالت اس کو سزا سنائے گی جو ناقابل معافی ہو گی اور پوری امت پر یہ لازم ہے کہ اس حد کو نافذ کریں، مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ

ارتداد کی سزا حد ہے۔اس لیے یہ سزا دینا ریاست کا کام ہے، کسی فرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ خود سے اس سزا کو جاری کریں۔ حد حق اللہ ہے، یہ نص سے ثابت ہوتی ہے ،اس میں قیاس کو کچھ بھی دخل نہیں۔ اور یہ ایک مقرر سزا ہے۔ ریاست کو اس میں کمی بیشی کا اختیار نہیں اور نہ کسی کو معاف کرنے کا اختیار ہوتا ہے، نہ متاثرہ شخص کو اور نہ ہی ریاست یا حکمران کو۔ (33)

شاتم رسول ﷺ کا کافر ہونا:

اگر ذمی توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کرے تو یہ ارتداد نہیں ہوگا کیونکہ وہ پہلے سے ہی کافر ہے ، اس فعل سے اس کفر میں اضافہ ہوگا۔ فقہائے کرام اس کو نقض عہد کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ احناف کے ہاں اس سے عہد نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ پہلے گذرا۔ اس کو سیاستاً سزا ملے گی، اس میں ملزم کے ذہن میں قانونی ابہام کی وجہ سے بھی حد ساقط نہ ہوگی۔ یہ سزا شریعت میں کوئی لگی بندھی نہیں۔ فعل اور حالات کے اعتبار سے کم اور زیادہ ہوسکتی ہے، یہ سزا سزائے موت بھی ہوسکتی ہے۔

اس وقت توہین رسالت کی اسلام اور قانون میں طے شدہ سزائے قتل سے متعلق جو پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اس میں یہ خلافِ حقیقت دعوی بھی بڑی شدومد سے کیا جاتا ہے کہ توہینِ رسالت پر قتل کی سزا چونکہ حد ارتداد کا تتمہ ہے اس لئے یہ سزا اگر ثابت بھی ہو تو یہ فقہاء کے ہاں صرف مسلمانوں کے لئے ہے،اسلامی ممالک کے غیر مسلم شہریوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حالانکہ شاتم مسلم کی طرح نبی کریم ﷺ کی شان میں اعلانیہ سب وشتم کرنے والے ذمی کے بارے میں بھی فقہاءِ اسلام کا اس بات پر متفق ہیں کہ ”اگر ایسا شخص شتم کے بعد اسلام نہ لایا ہو تو اُس کو توہین رسالت کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔ اس بات میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں سے کسی کا اختلاف نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر ساب ذمی (کافر) ہو تو امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی کے ہاں اس کو قتل کیا جائے گا الا یہ کہ توبہ کرے یعنی مسلمان ہو جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے ہاں بھی اس کو قتل کیا جائے ،اس سے عقد ذمہ ختم ہو جائے گا۔ احناف کے ہاں بھی دیگر فقہاء کی طرح ساب ذمی جو شتم کا عادی ہو یا اس نے علانیہ شتم کیا ہو اس کو قتل کیا جائے گا، چاہے مرد ہو یا عورت ،البتہ اس سے عقد ذمہ ختم نہیں ہوگا یعنی اس کو غلام نہیں بنایا جائے گا اور نہ اس کا مال فئ ہوگا اور اس کو دار الاسلام سے نکالا نہیں جائے گا۔ رد المحتار میں ہے :

> "قال العيني: واختياري في السب أن يقتل. اهـ وتبعه ابن الهمام. قلت: وبه أفتى شيخنا الخير الرملي وهو قول الشافعي، ثم رأيت في معروضات المفتي أبي السعود، أنه ورد أمر سلطاني بالعمل بقول أئمتنا القائلين بقتله إذا ظهر أنه معتاده وبه أفتى" (34)

> "علامہ عینی نے فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ سب میں اس کو قتل کیا جائے۔ اس بات میں علامہ ابن ہمام نے ان کا اتباع کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی پر ہمارے شیخ خیر الدین رملی نے فتوٰد دیا ہے اور یہ ہی قول امام شادعی کا ہے۔ اس کے بعد میں مفتی ابوالسعود کی معروضات میں دیکھا کہ حکومتی قانون بھی ہمارے ائمہ کے قتل والے قول پر ہے جب وہ توہین کا عادی ہو اور اسی بات پر میں فتوٰی دیتا ہوں۔ "

خاتمۃ المحققین علامہ شامی رح نے تنبیہ الولاۃ والحکام علی اِحکام شاتم خیر الانام نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس میں احناف کے مذہب کو دلائل سے واضح کر کے بیان فرمایا ہے کہ جو ذمی سب شتم کا عادی ہو یا اس نے لوگوں کے سامنے اہانت کی ہو تو ایسے آدمی کو تعزیرا قتل کرنا احناف کے مذہب کے مخالف نہیں بلکہ محرر مذہب امام محمد سے منقول ہے، علامہ شامی رح فرماتے ہیں:

"والحاصل أن الذمی یجوز قتله عندنا لکن لا حدا بل تعزیرا فقتله لیس مخالفا للمذهب" [35]

" خلاصہ بحث کا یہ ہے کہ ہمارے ہاں ذمی کا قتل جائز ہے مگر یہ حد انہیں بلکہ تعزیرا ہے، اس کا قتل مذہب کے مخالف نہیں۔"

سربراہ مملکت کو شاتم کی سزا معاف کرنے کا اختیار:

شاتم اگر مسلمان ہو تو اس کی سزا ائمہ اربعہ کے ہاں حدا قتل ہے، اس کی سزا کی معافی کا کسی کو اختیار نہیں۔ اگر شاتم ذمی ہے تو اس پر تعزیر ہے اور تعزیر قاضی کے مفوض ہوتی ہے مگر اس مسئلہ میں علامہ رافعی کی در کی عبارت "وھو مفوض الی رای الامام" کی شرح میں علامہ مقدسی نے تفصیل سے ثابت فرمایا ہے کہ ہمارے زمانے میں قاضیوں کے جہل اور بے دینی کی وجہ سے عدم تفویض والے قول پر عمل ہونا چاہیے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فقہائے کرام نے جہاں تعزیر مفوض الی القاضی کی بات فرمائی وہاں قاضی سے مراد ایسا مجتہد قاضی ہے جو شرعی احکام میں بصیرت رکھنے کے ساتھ ساتھ دیانت اور علم میں قابل اعتبار ہو۔ تقریرات رافعی میں ہے:

"قول الشارح مفوّض إلى رأى القاضي لكن قال المقدسى في شرح منظومة الكنز، والذى ينبغي أن يعوّل عليه هو الأوّل يعنى عدم تفويضه إلى رأى القاضي في هذه الزمن لغلبة جهل القضاة وعدم الرأى دينًا ودنيا، ويؤيد هذا تائيدا لأمر دلّه ما قدمنا أن مرادهم بقولهم الرأى الى القاضى في القاضى المجتهد بمعرفة الأحكام الشرعية لا مطلقا خذ هذا الكلام فإنه دقيق وبالقبول حقيق" (36)

آج کل قاضیوں کے حالات بھی کچھ زیادہ درست نہیں اور مغرب، قادیانیوں اور عالمی اداروں کی طرف سے ایک منظم سوچ اور ارادے کے تحت جرم توہین رسالت پر حملے ہو رہے ہیں اور مسلم حکمرانوں اور قاضیوں پر دباؤ ڈال کر کچھ اپنے مقصد کے فیصلے کرانے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں تو ایسے حالات میں علامہ مقدسی کی رائے بڑا وزن رکھتی ہے۔ موجودہ حالات میں مغربی طاقتیں مسلمانوں کو مذہب اسلام سے دلبرداشتہ کر کے اسلامی دنیا میں سیکولرزم لانا چاہتی ہیں اور مادر پدر آزاد لبرل طبقہ جو توہین رسالت کے قانون پر اعتراضات کر کے اس کو ختم کرنے پر تلے ہوا ہے تو ایسے حالات میں علمائے کرام اور دینی جماعتوں کو اس مسئلے کے بارے ایک مسلم اور مضبوط موقف سامنے رکھ کر متحد ہو کر اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

نتائج:

1۔ ثبوت سے پہلے کسی کو گستاخ قرار نہیں دیا سکتا۔

2۔ مسلم شاتم کو توبہ کا کہا جائے گا، رجوع اور توبہ سے سزا ساقط ہو جائے گی۔

3۔ اگر مسلمان سے کسی نبی کی شان میں بالارادہ شتم سرزد ہو تو وہ باجماعِ امت شتم کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا۔

4۔ ائمہ اربعہ اور پوری اُمت اس بات پر متفق ہے کہ اگر ایسا فرد توبہ تائب نہ ہو تو اس کو حدِ ارتداد کے طور پر قتل کیا جائے گا اور اس کی سزائے قتل معاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہو گا۔

5۔ مرتد ہونے کی صورت میں ورثاء کو اس کی ملکیت نہیں ملے گی اور اس بیوی بائنہ ہو جائے گی۔

6۔ حنابلہ، مالکیہ، شوافع اور جمہور فقہائے کرام کے ہاں ذمی شاتم اگر شتم کے بعد اسلام نہ لایا تو اس کو بطور حد وجوباً قتل کیا جائے گا۔ علامہ بزازی، علامہ رملی، علامہ تمرتاشی، علامہ خسرو، علامہ ابن نجیم، مفتی ابوالسعود اور علامہ کمال ابن ہمام جیسے مشاہیر اور کبارِ فقہائے احنافؒ کا بھی وہی مسلک ہے جو جمہور حضرات کا ہے۔ خاتمۃ المحققین علامہ ابن عابدین شامیؒ نے بھی ایسے ذمی کے قتل کو احناف کے راجح مذہب پر جائز قرار دیا ہے جو سب و شتم کا عادی ہو یا اس نے لوگوں کے سامنے شتم کا ارتکاب کیا ہو اور اس کے بعد اسلام نہ لایا ہو اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ ایسے ذمی کو شتم کی سزا میں قتل کرنا مذہبِ احناف کا مذہب ہے اور جو مسلمان ہو گیا تو اس کا قتل درست نہیں۔ علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی نے "تنبيه الولاة والحكام على شاتم خير الأنام" کے مقدمہ میں جو فرمایا ہے وہ راجح معلوم ہوتا ہے:

"ما ظهر لى من النقول و الأدلة القوية أظهرت الإنقياد و تركت العصبية و ملت إلى قبول توبته وعدم قتله إن رجع إلى الإسلام وإن كان لايشفى صدرى منه إلا إحراقه و قتله بالحسام ولكن لامجال للعقل بعد اتضاح النقل--- فحيث قال لنا الشارع أقتلوا قتلنا وإن قال لاتقتلوا تركنا وحيث لم نجد نصا قطعيا ولا نقلا عن مجتهدنا مرضيا فعلينا أن نتوقف ولا نقول محبتنا لنبينا صلى الله عليه وسلم تقتضى أن نقتل من إستطال عليه وإن أسلم لأن المحبة شرطها الإتباع لا الابتداع فإننا نخشى أن يكون صلى الله عليه وسلم أول من يسئلنا عن دمه يوم القيامة فالواجب علينا الكف عنه حيث أسلم وحسابه على ربه العالم بما فى قلبه" (37)

ترجمہ: "منقولی روایات اور قوی دلائل کی وجہ سے میں تعبیداری کرتا ہوں اور عصبیت کو ترک کرتا ہوں اور اس کے قبولِ توبہ اور عدمِ قتل کی طرف مائل ہوتا ہوں بشرطیکہ وہ اسلام کی طرف لوٹے، اگرچہ میری دل اس کو جلانے اور تیز تلوار سے اس کو قتل کرنے سے ہی خوش ہو گی، لیکن نقلی روایات کے وضوح کے بعد عقل کے لیے کوئی راستہ نہیں۔۔۔ پس جس جگہ شارع ہم کو کہے گا کہ قتل کرو ہم قتل کریں گے اور کہے کہ نہ قتل کرو ہم رک جائیں گے۔ اور جہاں ہم کو کوئی قطعی نص نہ ملے اور اپنے اکابر مجتہدین سے کوئی نقل نہ ملے تو ہم توقف کریں گے اور ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہم کو اپنے نبی ﷺ کی محبت اس شخص کو قتل کرنے کا تقاضا کرتی ہے جو آپ ﷺ پر دراندازی کرے اگرچہ وہ مسلمان ہو، کیونکہ محبت رسول کی شرط تابعداری ہے نہ کہ اپنی طرف سے من گھڑت باتیں بنانا۔ بے شک ہم کو

خوف ہے آپ ﷺ وہ پہلی ذات ہو گی جو قیامت کے دن سب سے پہلے اس کے خون کے بارے میں سوال کرے گی۔ جس وقت وہ مسلمان ہو ہم پر واجب ہے کہ ہم رک جائیں اور جو کچھ اس کی دل میں ہے اس کا حساب اللہ رب العالمین پر ہے۔"

References

[1] سورہ الانشراح 94:4

Sura Al-Insharah 94:4

[2] ابن حبان الامیر علاءالدین علی بن بلبان الفارسی، الصحیح ابن حبان، لبنان موقع یعسوب، ج11، ص171

Ibn Habban Al-Amir Alauddin Ali Ibn Balbin Al-Farsi, Sahih Ibn Habban, Lebanon, Volume 11, p 171

[3] سورہ الاحزاب 57:33

Sura Al-Ahzab 33:57

[4] سورہ الحجرات 49:2

Sura Al-Hujurat 49:2

[5] سورہ الحجرات 49:3

Sura Al-Hujurat 49:3

[6] سورہ التوبہ 65،66:9

Surah At-Tawbah 9:65, 66

[7] سورہ التوبہ 61:9

Surah At-Tawbah 9:61

[8] البخاری محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، دمشق دار طوق النجاۃ طبع ثالث، 1407ھ، ج3، ص142

Al-Bukhari Muhammad Ibn Ismail, Sahih Bukhari, Damascus, Dar Touq Al-Najat, third edition, 1407 AH, vol. 3, p. 142

[9] حوالہ سابق، باب قتل أبي رافع عبداللہ بن أبي الحقيق، ج4، ص1482

Ibid, Al-Bukhari , Chapter: The Killing of Abi Rafi’ Abdullah bin Abi Al-Haqiq, Vol. 4, p. 1482

[10] أبوداود سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، بیروت المکتبہ العصریہ، سن وطبع ند، ج4، ص129

Abu Dawood Suleiman bin Al-Ash’ath, Sunan Abi Dawood, Beirut, Al-Muktabah Al-Asriyyah, year and edition not mentioned, Vol. 4, p. 129

[11] ابن أبي شیبہ أبو بکر عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، الریاض مکتبۃ الرشد، تحقیق کمال یوسف الحوت، طبع اول 1409ھ، ج7، ص360

Ibn Abi Shaybah Abu Bakr Abdullah bin Muhammad, the work of Ibn Abi Shaybah, Riyadh, Al-Rushd Library, investigated by Kamal Yusuf Al-Hout, first edition 1409 AH, part 7, p. 360

[12] البيهقي أحمد بن الحسين أبو بكر، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، بيروت دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى 1405ھ، ج3، ص116

Al-Bayhaqi Ahmed bin Al-Hussein Abu Bakr, Evidence of Prophecy and Knowledge of the Conditions of the Sahib Al-Shari', Beirut, Dar Al-Kutub Al-Alami, First Edition, 1405 AH, Part 3, p. 116

[13] النسائي أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، السنن الكبرى، بيروت مؤسسة الرسالہ، سن وطبع ند، ج4، ج6، ص324

An-Nasa'i Abu Abd al-Rahman Ahmad Ibn Shuaib, al-Sunan al-Kubra, Beirut, founder of the Resala, age and edition, vol. 4, vol. 6, p. 324.

[14] ابن عابدین محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز، ردالمحتار علی الدر المختار، بیروت دار الفکر، طبع ثانی 1412ھ، ج4، ص238

Ibn Abdin Muhammad Amin Ibn Omar Ibn Abd al-Aziz, Radul-Muhtar's Response to Al-Durr Al-Mukhtar, Beirut, Dar Al-Fikr, second edition 1412 AH, vol. 4, p. 238

[15] ابن عابدین، محمد امین، رسائل ابن عابدین تحت رسالہ تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الأنام، کراچی ایچ ایم سنز، سن وطبع ند، ج1، ص314

Ibn Abdin, Muhammad Amin, Ibn Abdin's , Tanbeehul Wulat walhukkam Ala Shatam Kharul Anam, Karachi H.M. Sons, Vol. 1, P 314

[16] ابن المنذر محمد بن إبراهيم النيسابوري، الإجماع، بيروت دار المسلم للنشر والتوزيع 1425ھ، تحقیق ودراسہ: د. فؤاد عبد المنعم أحمد، ج1، ص128

Ibn Al-Mundhir Muhammad bin Ibrahim Al-Nisaburi, Al-Ijma`, Beirut, Dar Al-Muslim for Publishing and Distribution, 1425 A.H., investigated and studied: Dr. Fouad Abdel Moneim Ahmed, Volume 1, p. 128

[17] الحصکفی، الدر المختار، کراچی ایچ ایم سعید، سن وطبع ند، ج4، ص231

Al-Hasakfi, Al-Dur Al-Mukhtar, Karachi, HM Saeed &Sons, Volume 4, p. 231

[18] مجلس دعوت و تحقیق اسلامی، فتاوی بینات، کراچی مکتبہ بینات، مارچ 2010ع، ج1، ص98

Majlis aldaewat waltahqiq al'iislamii , fatawaa al'adilat , dalil maktabat karatshi , March 2010 , Volume. 1 , P. 98

[19] لدھیانوی محمد یوسف مولانا، آپ کے مسائل اور ان کا حل، کراچی مکتبہ بینات، طبع اول، مارچ 1989، ج1، ص58،57

Ludhianvi Muhammad Yusuf Maulana, Your Problems and Their Solutions, Karachi Maktab Binat, First Edition, March 1989, Volume 1, Page 57, 58

[20] ابن نجیم زین الدین بن إبراہیم بن محمد، البحر الرائق، دار الکتاب الإسلامی، سن وطبع ند، ج5، ص136

Ibn Nujaim Zainuddin Ibn Ibrahim Ibn Muhammad, Al-Bahr Al-Ra'iq, Dar Al-Kitab Al-Islami, vol. 5, p. 136

[21] ابن عابدین، ردالمحتار، ج4، ص225

Ibn 'Abidin, Rid al-Muhtar, vol. 4, p. 225

[22] حوالہ بالا، ج۴، ص233

Ibid, Vol4, P 223

[23] محمود حسن گنگوہی مفتی، فتاوی محمودیہ، کراچی مکتبہ فاروقیہ، ج2، ص494

Mahmood Hasan Ganguhi, Mufti, Fatawa Mahmoodia, Karachi, Maktaba Farooqia, vol 2, p 494

[24] ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ، ج4، ص234

Ibn 'Abidin, Rad al-Muhtar, vol. 4, p. 234

[25] ابن عابدین، تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الأنام، ج1، ص320

Ibn Abdeen, Tanbeehul Hukkam Ala Shatam Kharul Anam , Vol. 1, p. 320

[26] ابن عابدین، ردالمحتار، ج4، ص432

Ibn Abdeen, Rad al-Muhtar, Volume 4, pg. 432

[27] ابن تیمیہ، تقی الدین أبو أحمد بن عبد الحلیم الحنبلي، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، المملكة العربية السعودية الحرس الوطني السعودي، ج1، ص4

Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Abu Ahmad ibn Abd al-Halim al-Hanbali, Al-Sarim al-Mussalul al-Shatim Kharul Anam, Saudi Arabia Al-Haras Al-Watani Al-Saudi, vol. 1, p 4

[28] ابن عابدین، ردالمحتار، ج4، ص225

Ibn Abdeen, Rad al-Muhtar, Volume 4, pg. 225

[29] ابن عابدین محمد أمین بن عمر، منحۃ الخالق علی البحر الرائق، بیروت دار الکتاب الإسلامی، ط س ند، ج5، ص135

Ibn 'Abidin Muhammad Amin ibn Umar, Minhaat al-Khaliq Aaa al-Bahr al-Ra'iq, Beirut Dar al-Kitab al-Islami, Volume 5, Page 135

[30] الإمام ابو یوسف یعقوب، کتاب الخراج، بحوالہ رسائل ابن عابدین تحت رسالہ تنبیہ الولاۃ والحکام، ج1 ص326

Imam Abu Yusuf Yaqoob, Kitab al-Kharaj, with reference to Rasa'il Ibn 'Abidin, vol. 1, p. 326

[31] ابن عابدین، رسائل ابن عابدین، حوالہ بالا، ج1، ص326

Ibn Abdeen, Rasaail Ibne Abdin, Vol. 1, p. 326

[32] محمد مشتاق احمد ڈاکٹر، توہین رسالت کی سزا فقہ حنفی کی روشنی میں، گوجرانوالہ ماہنامہ الشریعۃ (29) مارچ 2011ء، ص2

Muhammad Mushtaq Ahmad Dr., Punishment for blasphemy in the light of Hanafi jurisprudence, Gujranwala Monthly Al-Shariah (29) March 2011, p. 2

[33] محمد مشتاق احمد، توہین رسالت کی سزا فقہ حنفی کی روشنی میں، ص3

Muhammad Mushtaq Ahmad, Punishment for blasphemy in the light of Hanafi jurisprudence, p3

[34] ابن عابدین، ردالمحتار، ج4، ص215

Ibn 'Abidin, Rid al-Muhtar, vol. 4, p. 215

[35] حوالہ سابق، ج4، ص215

Ibid, vol. 4, p. 215

[36] رافعی عبدالقادر علامہ، تقریرات رافعی، کراچی ایچ ایم سعید، س۔ن، ج4، ص45

Rafi'i Abdul Qadir Allama, Speeches of Rafi'i, Karachi HM Saeed, Sindh, Volume 4, P 45

[37] ابن عابدین، رسائل ابن عابدین، ج1، ص337

Ibn Abdeen, Rasaail Ibne Abdin, Vol. 1, p. 337